حج

ایک عبادت، دعوت اور پیغام

ذکی نور عظیم ندوی

اللہ ورسول پر ایمان اور اس کی گواہی کے بعد حج اسلام کے دیگر چار ارکان میں ایک ایسا رکن ہے جو مختلف امتیازات، بے شمار فضائل اور بے حد وحساب اجر وثواب کا حامل ہے۔ حج بیک وقت مالی عبادت بھی ہے اور جسمانی بھی، اس میں مختلف موقعوں پر نماز بھی ہے، اور فدیہ اور جانور خریدنے کی استطاعت نہ ہونے پر روزہ بھی، اور بغیر مال تو اس کی فرضیت کا تصور ممکن ہی نہیں۔ حج خانہ کعبہ کی مرکزی حیثیت اور اس کے تعلق سے مسلمانوں پر مشروع دیگر اعمال طواف، عمرہ اور استقبال قبلہ میں بھی سب سے اہم اور نمایاں عمل ہے۔ حج متعین مہینوں (شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ) کی متعین تاریخوں (8 تا 13 ذوالحجہ) کے متعین اوقات پر کیے گیے مناسک و اعمال (احرام، طواف، سعی، قیام منی، وقوف عرفہ، مبیت مزدلفہ، رمی جمرات، حلق، قربانی، رمی جمرات، مبیت منی) اور مختلف ممنوعات احرام (سلے ہوئے کپڑے پہننا' سر ڈھانکنا' خوشبو لگانا' ناخن یا بال کاٹنا، شکار کرنا' نکاح کرنا یا کروانا' اور ازدواجی رشتہ بنانا وغیرہ) سے اجتناب کا ایک مجموعہ اور مختلف جگہوں (مکہ، منی، عرفات اور مزدلفہ) پر ادا کیے جانے والا ایک عظیم دینی شعار بھی ہے۔ حج اگر حلال آمدنی، اخلاص اور نبی اکرمؐ کی سنت کے مطابق ادا کیا گیا تو حج مبرور ہے جس کا اجر جنت ہے’’الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ‘‘ اور ہر طرح کے فسق وفجور اور گندگیوں سے بچتے ہوئے کیا گیا تو ماں کی پیٹ سے پیدا نہ مولود کی طرح گناہوں سے پاکی کا ذریعہ بھی ہے (من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ اُمہ)۔

حج استطاعت کے باوجود نہ کیا جائے تو ایمان خطرہ میں، یہاں تک کہ حضرت علی جیسے جلیل القدر صحابی کے نزدیک اسکے یہودی، عیسائی ہو کر مرنے میں کوئی تعجب نہیں اور حضرت عمر کے نزدیک اس کا اسلام ہی مشکوک، اور استطاعت کے بعد بلا عذر تاخیر موجب خسارہ اور ایسا کرنے پر نبی اکرمؐ کی تنبیہ بھی کہ حج کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئیےیوں کہ معلوم نہیں آگے صورت حال کیا رخ اختیار کرے۔ حج ایک خاص اور منفرد عبادت ہے لیکن اس میں اسلام کی اصل بنیاد’’ توحید‘‘ کی طرف خصوصی توجہ اور شرک سے اجتناب کی بار بار تلقین کی جاتی ہے، لہٰذا’’لبیک اللّٰھم لبیک‘‘ میں اللہ کے سامنے حاضری، دیگر تمام طاقتوں کا انکار اور ہر طرح کی نعمتوں اور تعریف اللہ کیساتھ خاص کرنے والے کلمات کو حج وعمرہ کا خاص ذکر اور دعا بنایا گیا۔ حج کے سب سے اہم دن یوم عرفہ کی سب سے افضل دعا’’ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر‘‘ کے ذریعہ عقیدہ توحید کی پاسداری کا عہد لیا گیا جو کہ شرک واس کے تمام مظاہر سے دوری کا اعلان ہے، حج کے موقع پر طواف کے بعد اور دیگر بعض نمازوں میں’’ سورہ الکافرون‘‘ اور’’ سورہ قل ھو اللہ احد‘‘ کے ذریعے اللہ پر ایمان کا بار بار صحیح تصور، توحید پر ثابت قدمی اور شرک سے براءت کے اعلان کا مطالبہ کیا گیا۔ حج ایک عظیم عبادت ہی نہیں بلکہ ایک دعوتی مشن ہے اور اس میں بہت سے واضح پیغام بھی ہیں۔ دنیا کہ تمام حاجیوں کا ایک اللہ کی رضا اور اخلاص کی خاطر، ایک رسول کی اطاعت کرتے ہوئے، ایک ہی وقت میں، ایک ہی لباس (احرام) میں، ایک ہی کلمہ (تلبیہ) پڑھتے ہوئے، متعینہ وقت پر ایک ہی جگہ جمع ہونا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک ساتھ آنا جانا، آپسی اتحاد و اتفاق اور مساوات وبرابری کا عملی مظاہرہ ہے تو ساتھ ہی رنگ ونسل، زبان و لباس، زمان ومکان، عرف وحیثیت غرض تقسیم وتفریق اور انتشار وافتراق کی ساری بنیادوں کو زمیں بوس کرنا اور اللہ کے قرب اور حقیقی سربلندی کیلئے صرف تقوی اور للّٰہیت کے پیمانہ اور معیار قرار دینے کا اعلان بھی۔ حج میں میقات کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک مکانی یعنی وہ میقات جہاں سے احرام باندھ کر عمرہ یا حج کی نیت کی جاتی ہے اور دوسری قسم میقات زمانی یعنی حج کا زمانہ اور عہ ہے اشہر حج شوال ذوقعدہ اور ذوالحجہ۔ لیکن حج کے دیگر تمام مناسک واعمال کیلئے بھی الگ الگ اوقات متعین ہیں جس میں تقدیم وتاخیر حج متاثر ہونے کا خدشہ رہتا ہے اور اس طرح دیگر تمام اہم عبادات نماز، روزہ اور زکاۃ میں اوقات کی پابندی اور پھر حج کے تقریبا تمام مناسک واعمال میں بھی اسکے خاص لحاظ کے ذریعہ یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ زندگی میں اوقات کا خاص لحاظ اور اس کی پابندی ضروری ہے۔

طواف کے بغیر حج وعمرہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خانہ کعبہ کے حقوق میں حج وعمرہ، کعبہ کے ارد گرد طواف اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شامل ہے، گویا طواف ایک الگ عبادت بھی ہے اور حج وعمرہ کا ایک اہم جز بھی اور اس طرح یہ پیغام دیا گیا کہ اسلام میں اللہ، نبی اکرمؐ اور قرآن کیساتھ خانہ کعبہ کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کی تعمیر روئے زمیں پر سب سے پہلے صرف اللہ کی عبادت کی خاطر ہوئی تھی، لہٰذا توحید کے اس مرکز (جو کہ نبی اکرمؐ کی بعثت اور پیدائش کی جگہ بھی ہے) اور اس کے مشن سے مسلمانوں کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اور اسی وجہ سے حج کی ابتدا طواف قدوم سے اور اس کی تکمیل طواف وداع سے ہوتی ہے۔ رمی جمرات سے مراد منی میں واقع شیطان کی علامت کے طور پر بنائے گئے تین ستونوں کی رمی کرنا ہے، یہ وہ عمل ہے جسے حاجی کو تین دنوں کرنا ہوتا ہے اور غالباً اسی عمل کی وجہ سے منی میں مبیت کا حکم بھی دیا گیا، اور جس کے ذریعے بندہ مومن یہ پیغام دیتا ہے کہ شیطان راستے میں آکر ہمیں اللہ کی اطاعت سے نہیں روک سکتا، ہم اس کی بات ماننے کے بجائے اسے دھتکار دیں گے اور کوئی بھی چیز یا کوئی بھی طاقت ایک مسلمان کو اللہ کی اطاعت سے نہیں روک سکتی۔ حج جہاں بے شمار امتیازات، مختلف فضیلتوں اور بے حد و حساب اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ حج تمام لوگوں کے بجائے صرف ان پر فرض کیا جو اس کی ادائیگی کی استطاعت رکھتے ہیں اور ان پر بھی زندگی میں صرف ایک بار فرض کیا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ دین حسب حیثیت لوگوں کو مختلف چیزوں کا مکلّف بناتا ہے اور کسی کو بھی ایسی چیزوں کا پابند نہیں کرتا جو ان کے لئے دشوار ہو، اور اسی وجہ سے جو حج کی استطاعت نہیں رکھتے ان کیلئے بھی ان دنوں ثواب کے بے شمار مواقع عطا فرمائے لہٰذا ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کو سب سے افضل بنا کر ان میں تمام نیک اعمال کو اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور محبوب قرار دیا۔ یوم عرفہ کے روزہ کو دو سالوں گزرے اور آنے والے سال کی گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور قربانی کی مشروعیت کے ذریعہ اگر بلند مقاصد کے حصول کیلئے قربانی کا جذبہ پیدا کیا گیا تو جانوروں کی قربانی کے ذریعہ اجر وثواب کا ایک اور موقع فراہم کیا گیا۔

قربانی کی اہمیت اور اس کی فضیلت

محمد خورشید اختر صدیقی

پنسال تعلیم، بیدر، کرناٹک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقرعید کے دن قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی محبوب عمل نہیں ہے۔ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان دنوں میں نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی یعنی ذبح کرتے وقت خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو اسلئے خوشی سے اور دل کھول کر قربانی دیا کرو۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں اور لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ بکرے کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تو بھی نہ گن پائیں گے تو سوچو کتنی نیکیاں ہوئیں جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب اور اگر صدقہ فطر واجب نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دے تو بہت ثواب ملے گا۔ ذی الحجہ کی 10 تاریخ سے 12 تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہترین دن عید الاضحیٰ کا دن ہے۔

قربانی کو ابتدا ہی سے قرب خداوندی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور یہ رسم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلی آرہی ہے چنانچہ ہابیل وقابیل (فرزندان حضرت سیدنا آدم علیہ السلام) کی ایثار وقربانی کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور حسب سابق یہ دستور ہر امت پر فرض رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یعقوبؑ، حضرت اسحاقؑ اور اس کے بعد حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی شریعتوں میں قربانی کا دستور جاری وساری رہا اور امت محمدیہ پر واجب قرار دے کر اس شعائر دین کی حیثیت دی گئی جو حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی سنت اور حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے واقعہ ذبیح کی ایک مثالی یادگار ہے۔ یہ سبت ابراہیمی، مہتم بالشان مقاصد کی حامل ہے اور قربانی کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے جو کہ صرف اللہ جل شانہ کے لئے مخصوص ہونا چاہیے نہ کے دکھاوا کیلئے۔ یہ بات ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش کیلئے بھیجا ہے اور اس کے ذمہ کچھ فرائض عائد کر کے پوری کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دیا ہے لیکن یہ فرائض اور آزمائش انسان کو پریشان کرنے کیلئے نہیں بلکہ عشق خداوند قدوس کا بھرپور ثبوت دینے کا ذریعہ ہے خداوند قدوس کی یہ آزمائش مختلف مواقع پر یکے بعد دیگرے آنکھوں کو دیکھنے میں ملتی ہے اور انہیں مواقع میں ایک موقع 10 رذی الحجہ ہے۔

قربانی ہر دور میں ہر زمانہ اور زندگی کے ہر لمحہ میں الگ الگ طریقوں سے ہوتی رہی ہے اور دور جہالت میں بھی لوگ جانوروں کے علاوہ اپنے بھائی اور انسانی قربانی کو محض دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے اور امن کی مرادیں پانے کیلئے دیا کرتے تھے ایسے نازک وتاریک ماحول میں جب مذہب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اسلام نے دنیا کے سامنے حقیقت پیش کر دی کہ قربانی کا مقصد کن کی مرادیں پانا نہیں ہے اور نہ ہی خون بہانا، جانور کا گوشت کھانا یا عزیز واقارب دوست احباب اور پڑوسیوں میں گوشت تقسیم کرنا ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصد انسانی سیرت کی معراج اور خداوند تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ رب العزت کا کوئی حکم قربانی سے خالی نہیں ملے گا، ہر وہ کام (حکم) خواہ وہ ادنی ہو یا اعلیٰ، بغیر قربانی کے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص مذہب اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کو سب سے پہلے باطل پرستی کو ترک کرنا ہوگا۔ یہ بھی ایک طرح کی قربانی ہے جب وہ پوری طرح داخل اسلام ہو جاتا ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان تمام امور کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ خواہشات نفسانی کو مارے یہ عمل قربانی دینے کے برابر ہے اسی طرح زکوۃ ادا کرنے کیلئے تجوری خالی کرنا، بذات خود اس پرآشوب دور میں بہت بڑی قربانی کے برابر ہے اسی طرح ادائیگی حج بیت اللہ کے لئے سب سے پہلے حقداروں کا حق ادا کرنا جس کیلئے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ حقوق اللہ تو معاف ہو سکتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہو سکتے یعنی آپ کا فرض باقی ہو تو اس کا ادا کرنا ضروری ہے اگر ادا نہ کیا گیا ہو تو اس کا حصہ الگ کر دیا جائے اور تمام برائیوں سے توبہ کر کے حج ادا کرنا، جان و مال کی قربانی سے بڑھ کر ہے۔ مختصر یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ، ہر گوشہ میں ہر قدم پر قربانی ہی طرہ امتیاز ہے۔

پیام عید الاضحیٰ کا دوسرا نام ایثار وقربانی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں شکرگزاری اس کی عظمت وکبریائی کا اعلان کرنا ہے ایثار وقربانی اس بات کا اظہار ہے کہ بندے مرنا جینا سب الہ رب العالمین کیلئے ہو اور اس کے لئے جینے مرنے کا صحیح طریقہ وہی ہے جس میں اللہ رب العزت کی رضا شامل ہو قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور کامل سپردگی اور مکمل وفاداری کا اقرار ہے۔

قربانی کی اہمیت
اور اس کے فضائل

عبدالواحد عبدالماجد

قربانی کے جانور کو، ضحیہ، اضاحی ضحیٰ ضحایا اور ضحا اضحیٰ کہتے ہیں۔ لغت میں اضحیہ ہر ایسے جانور کو کہتے ہیں جسے قربانی کے دن ذبح کیا جائے، اس آخری لفظ کے اعتبار سے اس کو یوم الاضحیٰ کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں خاص عمر کے مخصوص جانور کو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے مخصوص وقت میں مخصوص شرائط اور سبب کے ساتھ ذبح کرنے کو اضحیٰ کہتے ہیں۔ قربانی کی اصل: قربانی کی اصل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے، جب انہوں نے اللہ رب العزت سے عمر کے آخری مرحلہ میں تمام آزمائشی مراحل سے گزر کر دعا کی۔ اے اللہ مجھے نیکوکار اولاد عطا فرما تو اللہ نے انہیں صالح اور بردبار لڑکا عطا فرمایا جس کا نام اسماعیل تھا، خوشی اپنے تکمیل کو بھی نہ پہونچی تھی کہ اتنے میں اللہ تعالی کی طرف سے ایک نئی غیر متصور آزمائش کا دور شروع ہو رہا ہے۔ وہ یہ کہ تین دن تک متواتر خواب میں خلیل اللہ اپنے نور نظر کو قربان کر رہے ہیں اور چونکہ نبی کا خواب رویائے صادقہ ہوتا ہے یعنی حجت شرعی لہٰذا حکم الٰہی کی تکمیل میں مصروف ہی ہوتے ہیں کہ اتنے میں صدا آتی ہے۔ کہ اے ابراہیم تم اس نا قابلِ یقین تاریخی آزمائش میں پورے کے پورے کھرے اترے جیسا کہ خود قرآنِ شاہد ہے۔ اور ہم نے جنت سے ایک دنبہ ذبح کرایا۔ پھر جب یہ دور قربانی زمانہ کلیم اللہ کو عبور کرتے ہوئے آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک آپہونچا تو آپ نے بھی اس سنت جد امجد کو جاری وساری فرمایا جیسا کہ قرآنی حکم ہے۔ آپ اپنے رب کیلئے نماز قائم کرو اور قربانی کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ قربانی کیا چیز ہے، تو آپؐ نے جواب دیا یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ ہمیں احکام ومسائل قربانی سے واقفیت بھی ضروری ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ قربانی ہر ایسے صاحب نصاب پر واجب ہے جو عاقل وبالغ ہو۔ اہمیت قربانی: اور قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے بطور کامل لگایا جا سکتا ہے، جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ نہ آئے۔ فضائل قربانی: قرآن کریم میں ہے ہرگز قربانی کا گوشت اللہ رب العزت کے پاس نہیں پہونچتا بلکہ تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قربانی ہوتے وقت موجود رہو کیونکہ خون کا قطرہ گرنے سے پہلے ہی انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ قربانی کی فضیلت کے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں اس لئے غیرت مند مسلمانوں سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ اس عبادت مخصوصہ کو ترک نہ کریں جو اسلام کے شعائر میں سے ہے، بلکہ پوری خوش دلی اور دل جمعی کے ساتھ قربانی کریں اور اس سلسلے میں تمام شرائط وآداب کا پاس ولحاظ رکھا جائے اور قربانی کا جانور دیکھ بھال کر کے خریدیں۔

قربانی کی حکمت وفلسفہ

محمد شائق ندوی

قربانی ایک عظیم عبادت ہے اور اس کا حاصل اللہ کی رضا ہے اس لئے قربانی کے ہر مرحلہ میں قدم قدم پر یہی تصور غالب اور مدنظر رکھنا چاہئے، ایسا کرنے سے قربانی کو بوجھ نہیں سمجھا جائے گا بلکہ خوشی خوشی اللہ کا حکم سمجھ کر ادا کی جائے گی، اور قربانی کا جانور خریدنے سے گوشت تقسیم کرنے تک ہر مرحلہ میں قدم قدم پر شریعت کے احکام کی پاسداری، نمازوں کی پابندی، ریاکاری اور نام ونمود سے بچنے کا خیال رہیگا، اگر اس کے برعکس قربانی کو عبادت تصور نہ کیا جائے اس کو صرف ایک رسم اور تہوار تصور کیا جائیگا تو پھر وہ بوجھ معلوم ہوگی اور نام ونمود کے لئے مہنگے جانوروں کو خرید کر نمائش کی جائے گی، جانور خریدنے سے لیکر گوشت تقسیم کرنے تک قربانی کے جانور کی خدمت کی وجہ سے فرض نمازوں کی پرواہ نہیں کی جائے گی، پھر ان اسباب کی وجہ سے قربانی میں عبادت کی روح برقرار نہیں رہے گی بلکہ یہ ایک دنیاوی تہوار اور جشن بن جائے گا۔ اور جس چیز کی روح نکل جائے وہ مردہ قرار پاتی ہے چاہے وہ بظاہر کتنا ہی زرق برق اور خوشنما کیوں نہ ہو۔ اور ایسی قربانی اللہ کیسے قبول کریگا؟ کسی بھی عبادت کی قبولیت کیلئے یہ تین باتیں ضروری ہیں وہ عبادت ایمان کیساتھ ہو، وہ عبادت شریعت کے مطابق ہو وہ عبادت اخلاص کیساتھ ہو اگر ان میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی گئی تو وہ عبادت ہرگز قبول نہیں ہوگی بلکہ وہ عبادت کہلائے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ ہیکہ قربانی کی قبولیت کیلئے یہ کام کئے جائیں، ایک یہ کہ قربانی سے متعلق تمام ضروری مسائل اور احکام سیکھ لئے جائیں اور پھر انھیں کے مطابق قربانی کی جائے یاد رکھئے احکامات سیکھے بغیر ٹھیک طرح سے عمل ہرگز نہیں ہوسکتا، اسلئے اسلام نے ہر عمل سے پہلے اس سے متعلق بنیادی علم سیکھنے کو فرض قرار دیا ہے، دوسرا یہ کہ قربانی کیلئے اپنی نیت درست کی جائے کہ قربانی کا عمل صرف اللہ کی رضا کیلئے ہو اس میں کسی قسم کا نام ونمود اور ریاکاری نہ ہو۔ قربانی میں دو چیزیں ہیں، ایک ہے اللہ کے پاس مقبول ہونا اور دوسرا ہے قربانی صحیح ہونا، اگر جانور عیوب سے پاک ہے تو قربانی صحیح ہوجائیگی اور مال پاک ہے اور خوش دلی سے ثواب سمجھ کر قربانی کی گئی ہے تو یہ قربانی اللہ کے پاس مقبول ہوگی۔ تقوی اور پرہیزگاری قربانی کی قبولیت کی اہم شرط ہے اگر قربانی میں شہرت اور دکھلاوا مقصود ہو تو ایسی قربانی رد کر دی جاتی ہے، اسی طرح قربانی اور دیگر تمام صدقات کی قبولیت کیلئے رزق حلال شرط ہے اور حرام مال سے دی گئی قربانی اور زکوٰۃ وصدقات بارگاہِ ایزدی میں قبول نہیں ہوتے۔

قربانی میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کا تقوی اور اسکی نیت کو دیکھتے ہیں، اس لئے کہ قربانی کا گوشت اور اس کا خون اللہ کو نہیں پہنچتا ہے بلکہ دلوں کا تقوی پہنچتا ہے، حضرت حکیم الامت فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے میں بادشاہوں کے یہاں یہ دستور رہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ لے جائے تو وہ خواہ کتنا ہی قیمتی ہو لیکن بادشاہ اس پر صرف اپنا ہاتھ رکھتا تھا جس کے معنی ہیں کہ قبول ہو گیا، پھر وہ تحفہ اسی کو واپس کر دیا جاتا تھا ایسے ہی قربانی کے جانور کے گلے پر اللہ کا نام لیکر چھری پھیردی تو گویا اللہ نے اس پر ہاتھ رکھ دیا کہ یہ ہمارے یہاں قبول ہے، اب تم اسے واپس لے جاؤ، اس کا گوشت کھاؤ، کھال اور تمام اعضاء تمہارے ہو گئے اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کو قربانی کے جانور کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی اس کا خون بلکہ تمہارے دلوں کا تقوی پہنچتا ہے۔ تو تقویٰ اور اخلاص قربانی کی روح ہے، جسطرح جانور، جسم اور روح سے مرکب ہے، جسم ظاہری شکل ہے اور روح اصل ہے اور جسم روح کے تابع ہے، اگر روح نکل جائے تو جسم بھی بے کار ہو جاتا ہے، اسی طرح ہر نیک عمل میں ایک ظاہری شکل ہے، جو جسم کی طرح ہے اور ایک اس عمل میں نیک اور اچھی نیت ہے، جو روح کی حیثیت رکھتی ہے، مثلاً قربانی کے عمل کو لیجئے قربانی کی ظاہری روح جانور ذبح کرنا ہے اور اس کی باطنی روح اپنے نفس کو ذبح کرنا ہے، تو خلاصہ یہ ہوا کہ ہر عبادت کی ایک روح ہوتی ہے اور قربانی کی روح فناء نفس ہے، تو جس قربانی سے فناء نفس نہ ہو وہ قربانی بے روح ہے گویا قربانی ہی نہیں اس قربانی سے ایک اطاعت شعار مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی فرمابرداری اور اطاعت میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہے اور مال ومتاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ کی محبت دل میں پیدا کرے۔ قربانی کی اصل روح اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کر دے اور جانور کی قربانی ایک طرح سے اسی کا اظہار ہے۔ یوں تو دنیا میں عظیم الشان کارناموں کی یادگاریں قائم کرنے کا دستور پُرانا ہے، مگر عام طور پر اس کیلئے مجسمے کھڑے کر دینے کو کافی سمجھا جاتا ہے، جس سے کارنامہ کے انجام دینے والے کا اعزاز تو ہوتا ہے اور کچھ دیر باقی بھی رہتا ہے لیکن یادگار قائم کرنے کی اصلی روح اس سے زندہ نہیں رہتی، اسلئے اسلام نے مجسمات وتعمیرات کی قدیم رسم کو چھوڑ کر ان کے افعال واعمال کی نقل کرنے کو عبادت بنا دیا اور قیامت تک لوگوں پر لازم کر دیا، جس سے نہ صرف ان اعمال کے کرنے والوں کی یاد ہر وقت زندہ رہتی ہے بلکہ ان کے اس نیک عمل کا جذبہ بھی دلوں میں بیدار رہتا ہے، مجسمات وتعمیرات کتنی ہی مضبوط ہوں، آخر حوادثات کا شکار ہیں، لیکن یہ یادگار قربانی جس کو عملی طور پر امت کیلئے لازم اور واجب قرار دے دیا گیا اور ان کے احکام قرآن وسنت میں محفوظ کر دئے گئے رہتی دنیا تک جاری وباقی رہیں گے یہ قربانی اسلامی شعائر میں سے ہے اور شعائر سے مراد کسی قوم کی وہ امتیازی علامات ہیں جن سے اس قوم کے دین کی پہچان ہو سکے اسلام کے تمام شعائر خود اللہ نے مقرر کئے ہیں اور ان میں کمی بیشی کا حق کسی بھی انسان کو نہیں ہے، عید وقربان بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔

حرمتوں، نعمتوں اور برکتوں کے ایام

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم (سورۃ الفجر آیت نمبر ۲) میں ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ماہ ذی الحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ حج کا اہم رکن: وقوفِ عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے۔ غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ لہٰذا ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں۔ احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں، لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی) ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور نہ ہی ان میں کیے گئے اعمال سے زیادہ افضل پسندیدہ کوئی اور اعمال ہیں، لہٰذا ان ایام میں لا الہ الا اللہ، اور تکبیریں بکثرت پڑھا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کثرت سے کیا کرو) مسند احمد (7/224)

اس عشرہ میں یوم عرفہ بھی آتا ہے اور یہ ایسا دن ہے جسے یوم مشھود کہا جاتا ہے جس میں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کیا اور اس دن کا روزہ رکھنے سے دو برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور اسی عشرہ میں یوم النحر (دس ذی الحجہ) بھی ہے جو علی الاطلاق سال بھر کے دنوں میں سب سے عظیم دن ہے اور یہی حج کا بڑا دن ہے جس میں ایسی عبادات اور اطاعات وفرماں برداری اکٹھی ہوتی ہیں جو کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔

اسی عشرہ میں قربانی اور حج جیسی عظیم الشان عبادات بھی آتی ہیں عشرہ ذی الحجہ کے اعمال میں یہ بھی شامل ہے کہ ان دس دنوں کا ادراک اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہٰذا بندے کو اس کی اس طرح قدر کرنی چاہیے جس طرح اس کا حق ہے اور جس طرح صالح اور نیک لوگوں نے اس کی قدر کی، تو مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس نعمت کا شعور اپنے اندر بیدار کرے اور اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کر یا ور اپنے نفس کو اطاعت وفرمانبرداری کی طرف راغب کرنے کی خوب کوشش کرے تاکہ ان ایام کا صحیح حق ادا ہو سکے اور رب کی خوشنودی حاصل ہو سکے، بلاشبہ یہ ایام رب کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں طریقے یہ ایام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر فضل وکرم اور عنایت ہے، اور اس نے انہیں کئی اقسام کی اطاعت وفرمانبرداری کے راستے دکھائے ہیں تاکہ وہ اپنے رب اور آقا کی عبادت میں لگے رہیں اور اعمال صالحہ کرنے سے اکتاہٹ محسوس نہ کریں، بلکہ وہ اس میں چست اور نشیط ہو کر عبادت میں مگن رہیں۔

ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں مسلمان کو مندرجہ ذیل کام کرنے چاہیں۔ روزے: مسلمان شخص کے لیے نو ذی الحجہ کا روزہ رکھنا سنت ہے کیونکہ نبی اکرمؐ نے ان دس ایام میں اعمال صالحہ کرنے پر ابھارا ہے اور روزہ رکھنا اعمال صالحہ میں سے سب سے افضل اور اعلی عمل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنے لیے چنا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (ابن آدم کے سارے کے سارے اعمال اس کے اپنے لیے ہیں لیکن روزہ نہیں کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دونگا)، صحیح بخاری حدیث نمبر (1805)۔ نبی اکرم بھی نو ذوالحجہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

فریضہ حج: اس ماہ میں اسلام کا ایک بنیادی اور عظیم رکن حج ادا کیا جاتا ہے، جس کے افعال اس ماہ کی تاریخ سے 13 تاریخ کے درمیان ادا کیے جاتے ہیں۔ قربانی کا وجوب اس ماہ کا عظیم، عاشقانہ، والہانہ اور بے حد فضیلت والا حکم ہے، جس کے لیے اللہ تعالی نے اس ماہ کے تین دن (10، 11 اور 12 ذی الحجہ) مقرر فرمائے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا: ’’قربانی کے دن اللہ کے نزدیک آدمی کا سب سے محبوب عمل خون بہانا ہے، قیامت کے دن قربانی کے جانور اپنی سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیں گے، قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو"۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دس دن بڑے مقدس، محترم اور عظمت والے ہیں، ان دنوں میں اعمال بطور خاص اللہ کے ہاں بڑے پسند کیے جاتے ہیں، لہٰذا ان ایام میں روزوں، عبادات، نوافل، ذکر، تلاوت کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہیے اور قربانی کرنے والوں کو چاند دیکھنے سے قبل ہی بال ناخن درست کروا کر حدیث کے مطابق حجاج سے مشابہت کی بناء پر چاند کے بعد بال ناخن کٹوانے سے گریز کرنا چاہیے، یہ مشابہت بھی ان شاء اللہ ہمارے لیے رحمت اور برکت کا سبب ہوگی۔

…………☆☆☆…………